

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشارات

اپنے نئے مرکز میں آئے ہوئے ہمیں ایک ہمینہ ہو چکا ہے۔ اس دوران میں یہاں کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد کام کا جو نقشہ بنایا گیا اس کو ہم چار عنوانات پر تقسیم کر سکتے ہیں: تعلیم و تربیت، علمی تحقیق، دعوت عام اور معاشی تدابیر یہاں ہم ان عنوانات کے تحت اس نقشہ کی تفصیلات بتدریب بیان کریں گے مگر پیش نظر کام کی نوعیت و اس کی علمی صورت اچھی طرح واضح ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اس کام کو چلانے اور فروغ دینے کے لیے کس قسم کے آدمیوں اور کن وسائل ذرائع کی ضرورت ہے۔ ”جماعت اسلامی کے تحت جو جماعتیں ہندوستان کے مختلف مقامات پر قائم ہیں ان کے اہلکار کو چاہیے کہ اپنی اپنی جماعتوں کو مجتمع کر کے یہ نقشہ ان کے سامنے پیش کریں اور اپنے ارکان کی صلاحیتوں اور اپنے جماعتی وسائل کا پوری طرح جائزہ لے کر مرکز کو مطلع کریں کہ کس کس شعبہ میں کام کرنے کے لیے ان کے پاس کس قابلیت کے آدمی موجود ہیں اور ہر جماعت ان کاموں کو چلانے کے لیے کیا وسائل بہم پہنچا سکتی ہے۔ جہاں جماعتیں موجود نہیں ہیں اور ضرورت ارکان انفرادی حیثیت میں موجود ہیں وہاں ہر فرد جماعت بطور خود اس نقشہ کو پیش نظر رکھ کر اپنا اور اپنے ذرائع کا جائزہ لے اور ہمیں بتائے کہ وہ اس سلسلہ میں کیا کام کر سکتا ہے یا کیا ذرائع بہم پہنچا سکتا ہے۔ نیز جو لوگ جماعت میں شریک نہیں ہیں مگر اس کام سے دلچسپی اور ہمدردی رکھتے ہیں وہ بھی اگر کسی حیثیت سے اس میں حصہ لینا چاہیں تو ہمیں مطلع فرمادیں کہ وہ کس نوعیت کا اور کتنا حصہ لینے کے لیے تیار ہیں۔ یہ اطلاعات ہمیں وسط اگست تک مل جانی چاہئیں۔ پھر ان سب پر غور کرنے کے بعد جن کو یہاں کام کرنے کے لیے منتخب کیا جائے گا انھیں یہاں بلا لیا جائے گا اور جنھیں باہر کوئی کام تفویض کرنا ہو گا انھیں بھی اطلاع دیدی جائے گی۔

سب سے پہلا کام جو ہم یہاں کرنا چاہتے ہیں ایک درس گاہ و تربیت گاہ کا قیام ہے۔ میں نے اپنے مضمون ”نیا نظام تعلیم“ اور اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے“ میں اس حقیقت کو واضح طور پر بیان کر دیا ہے کہ کوئی تحریک جو

انسانی زندگی میں ایک مکمل حقیقی انقلاب برپا کرنا چاہتی ہو کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ خود اپنے مزاج اور اپنے

مقتضیات کے مطابق انسانوں کو ڈھانے اور بنانے کے لیے تعلیم و تربیت کا ایک نظام قائم نہ کرے۔ پھر میں پہلے

مضمون میں تفصیل کے ساتھ اور دوسرے میں مجلّاً یہ بھی بتا چکا ہوں کہ ہم اپنی تحریک کے لیے کس طرح کا نظام تعلیم و

تربیت درکار ہے۔ ابلّٰن کہی ہوئی باتوں کے اعادہ کی حاجت نہیں، صرف یہ بتا دینا کافی ہے کہ جو کچھ اس وقت

کہا گیا تھا ابلّٰن سے کرنے کا ارادہ ہے چند رفقاء کے مشورہ سے، جو فن تعلیم کو علمی حیثیت سے بھی اچھی طرح جانتے ہیں

اور علمی تجربہ بھی رکھتے ہیں، میں نے اس درس گاہ کا ایک خاص کہ مرتب کر لیا ہے اور خود اپنے دو بچوں سے عملاً اس کی بنا بھی

کھ دی ہے۔ بنیادی اصول وہی ہیں جو ان دونوں مضامین میں بیان کیے جا چکے ہیں۔ علمی تفصیلات ابھی قابل

نہیں ہیں کہ انھیں تمام کمال اسی مرحلہ میں شائع کر دیا جائے۔ تجربہ سے ابھی ان میں بہت کچھ رد و بدل ہونا ہے۔

جب ہمارا تجربہ کامیاب ہو جائے گا اور ہم خود اس پر مطمئن ہو جائیں گے تو انشائاً اللہ اپنا تعلیمی دستور اور نصاب

دونوں شائع کر دیں گے۔ تاہم اس کے سیرسری خط و خال یہاں پیش کیے جا سکتے ہیں۔

زبانہ تعلیم کو ہم نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ اساسی، متوسط اور عالی۔

اساسی تعلیم میں ہماری کوشش یہ ہوگی کہ ہر انسان کو مسلم انسان ہونے کی حیثیت سے دینا کا کام چلانے کے لیے

لازمہ معلومات، جن اخلاقی اوصاف، اور جن ذہنی اور علمی استعدادوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب تعلیم و تربیت کے

ذریعہ سے بچہ کی شخصیت میں جمع کر دی جائیں۔ ہم اس کو صرف کتاب ہی نہیں پڑھائیں گے بلکہ ہمارا استاد عملاً

اس کو اپنی معلومات اور اپنی قابلیتوں سے زندگی کے مختلف شعبوں میں کام لینا سکھائے گا اور اس کو اس قابل

بنائے گا کہ اساسی تعلیم کے مرحلہ سے فارغ ہو کر حیب وہ نکلے تو ہر شعبہ حیات میں وہ ایک عمدہ ابتدائی کارکن بن سکے

اس کی ذہنی اور جسمانی قوتوں میں سے کوئی قوت ایسی نہ ہو جس کا استعمال اسے نہ آتا ہو، اور زندگی کی مختلف شاخوں

میں سے کوئی راہ ایسی نہ ہو جس پر چلنے کے لیے کم از کم ناگزیر معلومات اس کے پاس نہ ہوں۔ علاوہ بریں ہم اسے

اتنی عربی بھی سکھائیں گے کہ وہ قرآن کا سیدھا سادہ مفہوم خود سمجھ لے، نیز تعلیم اور تربیت دونوں کے ذریعہ سے

ہم اس کو اسلامی طرز زندگی کے ضروری آداب و اطوار اور قواعد و قوانین سے بھی نہ صرف آگاہ کر دیں گے بلکہ علما ان کا خوگر بنادیں گے۔ تعلیم تمام بچوں کے لیے یکساں ہوگی کیونکہ ہمارے پیش نظر یہ ہے کہ اس مرتبہ کی تعلیم و تربیت ہر بچے کو حاصل ہونی چاہیے قطع نظر اس سے کہ آگے چل کر اسے دنیا میں مزدور یا کسان کی حیثیت سے کام کرنا ہے یا وزیر کی حیثیت سے یا پروفیسر کی حیثیت سے۔

متوسط تعلیم میں بچہ کے داخل ہونے کا انحصار اساسی تعلیم کے نتائج پر ہوگا۔ اساسی تعلیم کی انتہا کو پہنچتے پہنچتے ہر بچہ کے متعلق اندازہ کر لیا جائے گا کہ آیا وہ دنیا کی زندگی میں ابتدائی کارکن کے مرتبہ سے بلند تر خدمات انجام دینے کی قوت رکھتا ہے یا نہیں۔ جن بچوں کے متعلق استادوں کا تخمینہ اور آزمائشی امتحانات کا فیصلہ یہ ہوگا کہ وہ ایسی قوت رکھتے ہیں صرف انہی کو دوسرے مرحلہ تعلیمی میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی، اور اس مرحلہ میں ہمارے پیش نظر یہ ہوگا کہ بچوں کو ان کاموں کے لیے تیار کیا جائے جن میں جسمانی قوتوں کی بہ نسبت ذہنی قوتوں سے زیادہ کام لینا پڑتا ہے۔ یہاں ہر بچہ کے لیے ان مضامین کا مجموعہ تجویز کیا جائے گا جن کے ساتھ اس کے ذہن کو مناسب ہوگی جس شعبہ زندگی کے لیے اسے تیار کرنا ہوگا اسی سے تعلق رکھنے والے علوم علمائے کبمادی اُسے پڑھائے جائیں گے، مگر اس طرح کہ ہر دنیوی علم کے اندر دینی نقطہ نظر روح کی طرح جاری و ساری ہوگا اور ہر دینی علم کا انطباق دنیوی حالات پر کر کے بتایا جائے گا۔ پھر طالب علم کو اپنے علم سے علما کا کام لینے کی پوری مشق بھی کرائی جائے گی اور تربیت کے ذریعہ سے اس میں ایک سچے مسلمان کی سیرت بھی پیدا کی جائے گی۔

درجہ کی تعلیم بالکل اختصاصی تعلیم ہوگی اور اس میں ہمارے پیش نظر ایسے علماء اور ماہرین پیدا کرنا ہوگا جو زندگی کے مختلف شعبوں میں قیادت و رہنمائی کے اہل ہوں، جن میں یہ قابلیت ہو کہ اسلام کے اصولوں پر ایک پورے نظام تمدن کی تعمیر کر سکیں اور ایک جدید ترین سٹیٹ کی تنظیم کا بار اٹھا سکیں۔ اس کے لیے جس علم، جس قوت اجتہاد، اور جس متقیانہ سیرت کی ضرورت ہے وہ ان میں تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے پیدا کی جائے گی۔

اور اس درجہ میں صرف وہی طلبہ ایسے جائیں گے جن کے متعلق متوسط تعلیم کے نتائج سے یہ اطمینان ہو جائیگا کہ وہ اپنی ذہنی و اخلاقی صلاحیتوں کے اعتبار سے اس کے اہل ہیں۔

علمی تحقیق کا شبہ دراصل ہماری تحریک کا دل اور دماغ ہوگا۔ اب تک اس تحریک کا علمی کام تنہا میں ہی کرتا رہا ہوں۔ لیکن ظاہر ہے کہ ایک کیلا آدمی ایسی ایک ہمہ گیر و عالمگیر تحریک کے لیے علمی و فکری بنیاد فراہم کرنے کی خدمت انجام نہیں دے سکتا۔ اگر ہمیں واقعی نظام تمدن و اخلاق میں کوئی انقلاب برپا کرنا ہے تو ہمارے لیے ناگزیر ہے کہ صرف اردو زبان ہی میں نہیں بلکہ متعدد دوسری زبانوں اور خصوصاً دو تین بین الاقوامی زبانوں میں بھی ایسا لٹریچر فراہم کریں جو اسلامی نظام کی پوری شکل و صورت سے دنیا کو آشنا کرے، اور اپنی تنقید سے موجودہ تہذیب و تمدن کی جڑیں اکھاڑ کر دلوں اور دماغوں میں نظام اسلامی کی صداقت کا یقین اور اس کے قیام کی خواہش پیدا کر دے۔ نیز ہمیں قرآن، حدیث، فقہ اور تاریخ اسلام کے متعلق جملہ علوم کی تدوین جدید کرنی ہوگی، اور اسی طرح علوم جدیدہ کو بھی اسلامی نقطہ نظر سے از سر نو مدون کرنا ہوگا۔ یہ کام کیے بغیر ہم ہرگز یہ توقع نہیں کر سکتے کہ مجرّد کسی عہدنی یا عسکری تحریک سے کوئی حقیقی اسلامی انقلاب دنیا کے موجودہ نظام تمدن و اخلاق میں رونما ہو جائے گا۔

اس غرض کے لیے ہم کو ایک طرف ایسے صاحب فکر و نظر آدمیوں کی ضرورت ہے جو اس تحقیقی کام کے اہل ہوں اور ہمارے جماعتی نظم و ضبط کے اندر رہ کر یہ خدمت انجام دے سکیں۔ دوسری طرف ایک عمدہ کتب خانہ درکار ہے، اور اس کے ساتھ ایسے ذرائع درکار ہیں جن سے ہم ان خدام دین کو سامانِ زیست بہم پہنچا سکیں۔

سب سے پہلے ہم صرف اساسی تعلیم کی درس گاہ قائم کر رہے ہیں۔ اونچے درجوں کے کچھ طلبہ اگر اس مرحلہ پر

آجائیں تو ہم کوشش کریں گے کہ ان کے لیے بھی ایک عارضی نصاب بنا کر تعلیم و تربیت کا خاص انتظام کر دیں۔ لیکن ہمارے نظام تعلیم کا حقیقی نشوونما اساسی تعلیم ہی سے ہوگا۔ اس درسگاہ کی تعمیر کے لیے ابتدائی مصارف تقریباً ڈیڑھ ہزار ہوں گے۔ ماہانہ مصارف کا تخمینہ ۸۰۰ روپیہ ہے۔ کم از کم ۶۰ طلبہ سے ہم اس کا افتتاح کر سکتے ہیں۔ ذی استطاعت صحابے فی کچھ ۲۰ روپے ماہوار دے جائیں گے اور کم استطاعت لوگوں سے دس روپے ماہوار، لیکن کم اور زیادہ فیس دینے والے طلبہ کے درمیان قیام و طعام وغیرہ کے لحاظ سے کوئی فرق نہ رکھا جائے گا۔ استاد صرف وہی دے جائیں گے جو جماعت اسلامی کے نظام میں شامل ہیں، ہماری تحریک کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور نہ صرف اصول و مقصد میں ہم سے متفق ہیں بلکہ ہمارے ڈسپلن کو بھی قبول کرتے ہیں۔ کچھ استادوں کا انتخاب کیا جا چکا ہے، مگر ہم پوری جماعت کا جائزہ لے کر معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے زہار میں کون کون لوگ ایسے ہیں جو ابتدائی تعلیم سے فنی واقفیت حقیقی دلچسپی اور عملی تجربہ رکھتے ہیں۔

ان دونوں تعمیری کاموں کے ساتھ ہم دعوت عام کا کام بھی پوری قوت کے ساتھ چلانا چاہتے ہیں۔ ہماری تعمیری کوششیں بے سود ہو جائیں گی اگر ساتھ ساتھ ان کی پشت پر ایک مضبوط رائے عام بھی تیار نہ ہوتی رہے جس طرح مذکورہ بالا تعمیری کاموں کے بغیر کوئی اسلامی انقلاب رونما نہیں ہو سکتا اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ مائتہ الناس میں اسلام کی دعوت پھیلانے بغیر ایسا کوئی انقلاب برپا ہو سکے۔ ہمیں نہ صرف ہندوستان میں بلکہ حتی الامکان دنیا کے گوشے گوشے میں اپنی آواز پہنچانی ہوگی کیونکہ آج کسی ایک ملک میں کوئی حقیقی انقلاب واقع نہیں ہو سکتا جب تک کہ وسیع پیمانہ پر بین الاقوامی رائے عام اس کی تائید میں تیار نہ کر لی جائے۔ اربوں انسانوں کو ہمارے پیغام سے واقف ہونا چاہیے، کروڑوں انسانوں کو کم از کم اس حد تک اس سے متاثر ہو جانا چاہیے کہ وہ اس چیز کو حق مان لیں جس کے لیے ہم اٹھ رہے ہیں، لاکھوں انسانوں کو ہماری پشت پر اخلاقی اور عملی تائید کے لیے آمادہ ہونا چاہیے، اور ایک کثیر تعداد ایسے مفروضوں

کی تیار ہونی چاہیے جو بلند ترین اخلاق کے حامل ہوں اور اس مقصدِ عظیم کے لیے کوئی خطرہ، کوئی نقصان، کوئی مصیبت برداشت کرنے میں تامل نہ کریں۔ اس قسم کی دعوت عام شروع کرنے کے لیے ابتداءً ضروری ہے کہ چھوٹے پیمانہ پر ایک محدود حلقہ میں کچھ نمونہ کا کام کیا جائے اور داعیوں کی اخلاقی و عملی تربیت کر کے اس حلقہ میں ان سے کام لیا جائے تاکہ آئندہ وسیع پیمانہ پر دعوت پھیلانے کی راہ کھل جائے۔ اگرچہ اس ضرورت کا احساس نہیں پہلے بھی تھا، لیکن گذشتہ ایک سال کے جماعتی کام سے جو تجربہ حاصل ہوا ہے اس کی بنا پر ہم کسی تاخیر کے بغیر اس شعبہ کی بنائے دینا چاہتے ہیں۔

دعوت عام کے شعبہ میں کام کرنے کے لیے تمام ہر دینی جماعتوں کو اپنے اپنے ارکان کا جائزہ لے کر ہر دست ایسے ایک ایک دو دو آدمیوں کا انتخاب کرنا چاہیے جو اس کام کے لیے موزوں تر ہوں اور ان کی صفات و خصوصیات سے مرکز کو مطلع کرنا چاہیے۔ نیز یہ بھی بتانا چاہیے کہ وہ کتنی مدت کے لیے یہاں آکر رہ سکتے ہیں، ان کی ضروریات کیا ہیں، ان کی ذات پر کس قسم کی ذمہ داریوں کا بار ہے، اور یہ کہ وہ خود یا مقامی جماعت کے ارکان کیسے حد تک ان کی ضروریات کے کفیل ہو سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ ہمیں یہاں کم از کم ایک ہو میو پیٹھک ڈاکٹر اور ایک یونانی طبیب کی ضرورت ہے جو محض خدا کے بھروسہ پر اپنے شہری مطب کو ختم کر کے اس جگہ میں آجائیں جیسا بڑا بھلا مطب یہاں چل سکتا ہو اس پر بخوشی قناعت کریں، پوری خدا ترسی اور خالص انسانی ہمدردی کے ساتھ گرد و پیش کی آبادی کو طبی امداد بہم پہنچائیں اور اپنے اخلاقِ حسنہ سے دلوں میں گھر پیدا کریں۔ جماعت میں جو حکیم اور ڈاکٹر ایسے موجود ہوں جو اس اشارے کے لیے اپنے نفس کو آمادہ پاتے ہوں وہ ہمیں اپنے ارادہ سے مطلع فرمائیں۔

ظاہر ہے کہ اوپر جن کاموں کا ذکر کیا گیا ہے ان سب کے لیے مالی ذرائع درکار ہیں اور یہاں ان کا

فقدان ہے۔ اتنے بڑے کاموں کے لیے جس اجتماعی اعانت کی ضرورت ہوتی ہے وہ ہمیں اب تک بہم پہنچی ہے، نہ آئندہ اس کی توقع ہے، نہ ہم وہ تدبیریں اختیار کر سکتے ہیں جن سے وہ بہم پہنچا کرتی ہے، اور نہ ہمیں ان لوگوں سے کسی مدد کی امید رکھنے کا کوئی حق ہے جن کا مقصد زندگی وہ نہیں ہے جو ہمارا ہے چننا اہل خیر ایسے ضرور ہیں جو ہماری درخواست کے بغیر محض حبۃ اللہ کچھ نہ کچھ بھیجتے رہتے ہیں، مگر یہ اعانت اب تک کے جماعتی کاموں کے لیے بھی ناکافی تھی کجا کہ آئندہ جو کام پیش نظر ہیں ان کے لیے یہ کچھ بھی کفایت کر سکے۔ اس وقت تک جو کچھ بھی کام ہوا ہے وہ زیادہ تر جماعت کے بنگ ڈپو کی آمدنی سے ہوا ہے اور وہ بھی کچھ بہت زیادہ نہیں ہے کہ اس کے

بل پر کام میں اتنی توسیع ہو سکے۔ اب اس کا عظیم کے لیے جو ذرائع مطلوب ہیں ان کی بہم رسانی دو ہی صورتوں سے ممکن ہے۔ ایک یہ کہ جو لوگ جماعت اسلامی میں شریک ہوئے ہیں اور جو لوگ اس کے نصب العین ہمدردی رکھتے ہیں وہ اس راہ میں مالی قربانیاں کرنے کے لیے آمادہ ہو جائیں اور ان باطل پرستوں سے سبق لیں جو آج اپنے باطل نظریات کا اقتدار قائم کرنے یا قائم رکھنے کے لیے کروڑوں پونڈ روزانہ آگ میں پھونک رہے ہیں۔

— ظاہر ہے کہ پرستارِ باطل کی ان قربانیوں کے مقابلہ میں اگر پرستارِ حق کچھ بھی قربانی نہ کریں اور اپنے ذاتی مفاد ہی کی پرستش کرتے رہیں تو قانونِ فطرت کے تحت یہ قطعی نامکن ہے کہ ہمیں باطل کے مقابلہ میں اُس حق کو فروغ دینے میں کامیابی حاصل ہو جائے جس پر ہم ایمان لائے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہماری جماعت میں جو لوگ کسی قسم کے صنعتی یا تجارتی کام کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں وہ یہاں آئیں اور اپنی قابلیتوں سے کام لے کر دولت پیدا کریں اور اس کا ایک حصہ اپنی ذات پر اور دوسرا حصہ اپنے مقصدِ زندگی کی خدمت پر صرف کریں۔

اسی غرض کیلئے ہم نے اپنے پروگرام میں ایک مددِ معاشی تدبیر کی بھی لکھی ہے یہاں زمین با فراطموجود ہو اور نہایت شادابے زرخیز ہے، بجلی موجود ہے، بڑی بڑی منڈیاں قریب ہیں، ذرائعِ حمل و نقل جنگی مشکلات کے باوجود اس وقت تک یہاں دستیاب ہوئے ہیں۔ متعدد زراعتی، صنعتی اور تجارتی کام قلیل یا کثیر سرمایہ سے یہاں شروع کیے جاسکتے ہیں۔ مقامی جماعتوں کے امرا اپنی اپنی جماعتوں کا جائزہ لے کر دیکھیں کہ ان کے رفقاء میں سے کون لوگ کیا کام کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں اور کس قدر وسائل ان کی دسترس میں ہیں۔ اس باب میں ان کی رپورٹیں وصول ہونے کے بعد ہم ہر ایک کو اسکے حالات کے مطابق مشورہ دیں گے اور جس قدر بہولتیں مرکزی ادارہ کی طرف سے بہم پہنچی جاسکتی ہیں وہ پہنچی جائیں گی۔